Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ **الفضل** ربوہ

ایڈیٹر: نسیم سیفی

فون: ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۸/۴۳ | بدھ ۔ ۷ ۔ صفر ۱۴۱۴ھ، ۲۸ ۔ وفا ۱۳۷۲ہش، ۲۸ ۔ جولائی ۱۹۹۳ء | نمبر ۱۶۸

خدا بڑی دولت ہے

خدا بڑی دولت ہے۔ اس کے پانے کے لئے مصیبتوں کے لئے تیار ہو جاؤ۔ وہ بڑی مراد ہے۔ اس کے حاصل کرنے کے لئے جانوں کو فدا کرو۔ عزیزو! خدا تعالیٰ کے حکموں کو بے قدری سے نہ دیکھو۔ موجودہ فلسفہ کی زہر تم پر اثر نہ کرے۔ ایک بچے کی طرح بن کر اس کے حکموں پر عمل کرو۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

تکبّر اور بے حیائی سے گناہ کرتے چلے جانیوالے کو اللہ معاف نہیں کرتا

جو اپنی بندگی اور عجز کا اظہار کرتا ہے اللہ اس کے گناہ بخش دیتا ہے

اگر معافی دینا سیکھنا چاہتے ہو تو معافی مانگنے کی عادت ڈالو

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمودہ خطبہ ۴ ۔ جون ۱۹۹۳ء

بمقام بیت الفضل لندن کا خلاصہ جو دنیا بھر میں براہِ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمّہ داری پر شائع کر رہا ہے)

ربوہ: ۴ ۔ جون ۔ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ جو گناہ گار بے حیائی اور تکبّر کی وجہ سے گناہ کرتا چلا جاتا ہے اسے اللہ معاف نہیں کرتا۔ لیکن جو حقیقتاً توبہ کرتا ہے اور اپنی بندگی اور عجز کا اظہار کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے یہ ارشادات بیت الفضل لندن میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے بیان فرمائے۔ حسب معمول یہ خطبہ ساری دنیا میں براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دورۂ جرمنی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا خدام نے بڑی محنت سے کام کیا۔ خصوصاً بوسنیا کے مسلمانوں کو اجتماع میں لانے کے لئے بڑا کام کیا۔ اندازہ تھا کہ دو ہزار کے قریب بوسنین اجتماع میں شامل ہونگے۔ لیکن خدام نے اپنی محنت سے تقریباً ۴ ہزار بوسنین مسلمانوں کو جمع کر لیا۔ بعض قافلے تو ڈیڑھ دو سو کلو میٹر دُور سے بھی لائے گئے۔ ان سے انفرادی ملاقاتیں بھی ہوئیں اور مجلس سوال و جواب بھی ہوئی جن میں اہلِ بوسنیا کو بتایا گیا کہ ہم ان کے لئے تمام دنیا میں کیا کیا کر رہے ہیں۔

مجلس سوال و جواب جو منعقد ہوئی وہ ایک بہت بڑی مجلس تھی۔ اس قسم کی مجالس میں عموماً ۳ ۔ ۴ سو افراد شامل ہوتے ہیں لیکن اس مجلس میں ایک ہزار سے زائد افراد شامل تھے۔ پھر عربوں سے بھی ایک علیحدہ محفل ہوئی۔ پہلے ایک مجلس میں ۱۷ ۔ افراد نے بیعت کی۔ اس کے بعد ۷ عربوں نے بیعت کی۔ پھر اور بیعتیں بھی ہوئیں۔ آخر تک ان کی تعداد ۹۹ تک پہنچ گئی۔ بلکہ بعد کی اطلاع کے مطابق یہ تعداد اس سے بھی بڑھ گئی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ احباب جماعت سے بھی ملاقاتیں ہوئیں سب احمدی جو وقت لینا چاہتے ہیں وہ مجبوراً انہیں نہیں دیا جا سکتا۔ بچے ملتے ہیں بڑی خوشی سے باتیں کرتے ہیں۔ اور یہ ناممکن ہوتا ہے کہ سب کی ملاقات کی خواہش پوری کی جا سکے۔ خاص طور پر جرمنی کی جماعت کو تو دیکھ کر یوں لگتا تھا کہ ربوہ جیسا چھوٹا اجتماع ہے۔ بہت کم لوگوں کی ملاقاتوں کی خواہش پوری کی جا سکی اور بہت زیادہ تعداد میں خواہشوں پر پانی پھیرنا پڑا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا۔ اکثر ملاقاتوں میں تکلیف دہ حالات، صدمات چپقلشوں کا علم ہوتا ہے۔ بعض بچیاں سسرال کے ظلم و ستم بیان کرتی ہیں۔ بعض بہوؤں اور داماد وں کی شکایتیں ہوتی ہیں۔ ان باتوں کو سُن کر ناممکن ہے کہ یکطرفہ بات کی جائے۔ لیکن بعض جذباتی مقامات آجاتے ہیں۔ ان ملاقاتوں کی تکالیف ایک طرف لیکن ان کے فوائد بہت زیادہ ہیں۔ اس لئے یہ سلسلہ جاری رہنا چاہیئے اور جاری رہے گا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جرمنی کی ملاقاتوں میں ایک صاحب نے جو ربوہ سے آنے کے بعد غالباً ۱۰ ۔ ۱۲ سال سے نہیں مل سکے تھے کہا کہ وہ بڑے عرصے سے ایک بات دل میں لئے بیٹھے تھے اور ملاقات نہ ہو سکنے کی وجہ سے ان کے دل کا بوجھ ہلکا نہیں ہو سکا تھا۔

باقی صـ۲ پر

اعلان داخلہ

نصرت جہاں انٹر کالج ربوہ میں لیٹ کالج ایڈمشن مندرجہ ذیل پروگرام کے تحت ہوگا۔

۱ ۔ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ ۵ راگست ۱۹۹۳ء

۲ ۔ انٹرویو ۷ راگست ۱۹۹۳ء

جملہ امید واروں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ داخلہ فارم اور پراسپکٹس کے لئے فوری طور پر دفتر نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ سے رابطہ کریں۔ نیز فارم داخلہ کے ساتھ مندرجہ ذیل اسناد کی فوٹو کاپی منسلک کریں۔

۱ ۔ تفصیلی نمبروں کی فوٹو کاپی
۲ ۔ چال چلن کی فوٹو کاپی
۳ ۔ دو عدد پاسپورٹ سائز فوٹو کاپی
۴ ۔ والد صاحب کے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی
۵ ۔ میٹرک کی رجسٹریشن کی فوٹو کاپی
۶ ۔ فیصل آباد بورڈ کے علاوہ دوسرے بورڈوں سے آنے کی صورت میں مائیگریشن سرٹیفکیٹ کی فوٹو کاپی۔

تقریب شادی

مکرم شیخ خورشید احمد صاحب سابق نائب ایڈیٹر الفضل حال مقیم کینیڈا تحریر فرماتے ہیں کہ خاکسار کی رضاعی ہمشیرہ محترمہ سارہ صدیقہ صاحبہ (اہلیہ محترم کرنل ریٹائرڈ محمد سعید صاحب سابق مربی سلسلہ کینیڈا) کے صاحبزادے عزیزم زبیر احمد صاحب کی شادی کی تقریب ہمراہ عزیزہ مکرمہ فوزیہ قمر صاحبہ (بنت سید عزیز احمد شاہ صاحب محلہ دار العلوم وسطی ربوہ) ۱۹ رجون ۹۳ء مانٹریال کے احمدیہ مشن ہاؤس "النصرت" میں منعقد ہوئی۔ اور ۲۱ رجون کو دعوتِ ولیمہ کی تقریب عمل میں آئی۔

احباب اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں۔

(یہ شمارہ خطبہ نمبر کے خریداروں کیلئے بھی ہے)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

بقیہ: صدا

انہوں نے کہا کہ جب آپ ابھی امام جماعت نہیں بنے تھے تو آپ ایک دفعہ اپنی زمینوں پر احمد نگر آئے تو مجھ سے پوچھا کہ کیا کر رہے ہو۔ میں نے بتایا کہ آپ کے باغ سے گنڈوئے نکال رہا ہوں۔ مگر آپ کے جانے کے بعد میں نے آپ کے تالاب سے دو مچھلیاں بھی نکال لیں۔ پھر جب آپ امام جماعت بن گئے تو مجھے میرے ضمیر نے بہت ہی ملامت کی۔ میں نے کہا کوئی بات نہیں۔ ہماری مچھلیاں تو اکثر دوسرے لوگ ہی نکال لیا کرتے تھے۔ لیکن میں نے ان سے کہا کہ مجھے آپ کی یہ بات بہت اچھی لگی کہ آپ گناہ کا احساس لئے بیٹھے تھے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ انسان کتنا نادان ہے کہ انسانی تعلقات میں معمولی معمولی غفلتوں میں جب تک معافی نہ مانگ لے ملول رہتا ہے۔ لیکن خدا کے راستے میں اتنی غلطیاں کرتا ہے اور پھر بھی اسے خیال ہی نہیں رہتا۔ اور کہتا ہے کہ کرتے چلے جاؤ اللہ بخشش دے گا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ کہنا کہ اللہ بخشش دے گا۔ یہ محض حسن ظنی نہیں اللہ کی تخفیف ہے۔ ایسا کہنے والے دراصل خود کو بڑا سمجھتے ہیں۔ یہود کے متعلق آیا ہے کہ وہ برائی کرتے تھے اور ساتھ ہی کہتے تھے کہ ہم بخش دیئے جائیں گے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اللہ سب کو بخشش دیتا ہے مگر سوائے اس کے جس میں تکبر ہو۔ اور بے نیازی ہو۔ ایسے فقرات پر اللہ تعالیٰ نے کھلم کھلا ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ انسانوں سے معافی مانگنے میں ضرور جلدی کرنی چاہیئے اور پہل کرنی چاہیئے۔ لیکن خدا سے معافی مانگنے کی طرف بھی نظر رکھنی چاہیئے۔ سب سے بڑا محسن تو وہ ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ نکتہ بھی اس ملاقات میں سامنے آیا کہ جب تک میں امام جماعت نہیں بنا تھا۔ ان صاحب کے دل پر گناہ کا بوجھ نہیں تھا۔ لیکن جب میں امام جماعت بنا تو احترام کے تقاضے نے گناہ کا احساس پیدا کر دیا۔ اس سے مجھے خیال آیا کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ انبیاء کرام کیوں استغفار کرتے ہیں۔ تو ایک تو وہ اپنے عجز و انکسار اور بشری کمزوریوں کے نتیجے میں استغفار کرتے ہیں اور دوسری بات یہ سامنے آتی ہے کہ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا احترام اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ وہ چھوٹی چھوٹی باتیں جن کو عام انسان کوئی حیثیت نہیں دیتا اور اسے گناہ سمجھتا ہی نہیں۔ انبیاء کرام اللہ تعالیٰ سے اتنی زیادہ محبت اور اتنا احترام رکھتے ہیں کہ ان کا معاملہ بالکل مختلف ہوتا ہے۔ ان کو یہ معمولی باتیں ہی بہت بڑی محسوس ہوتی ہیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کی لامتناہی (بخشش) سے حصہ لینے کا ایک یہ بھی طریق ہے کہ اپنے بھائی سے اپنی کسی کوتاہی کی معافی مانگی جائے۔ عرفان کا کمال یہ ہے کہ اپنے عجز کا یوں اظہار کیا جائے کہ

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

جو خدا کا عاشق ہے اسے اگر بدتر بننے سے محبوب ملتا ہے تو اسے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ بدتر بننے میں ہی سارا کمال ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا: ایک معاملے میں مجھے بھی خدام سے معافی مانگنا ہے۔ جب کبڈی کا میچ ہو رہا تھا۔ جو ساری دنیا میں دکھایا جا رہا تھا تو میں اس لاعلمی میں بعض باتیں کر رہا تھا کہ جسوال صاحب کا کیمرہ تو دور ہے میری آواز وہاں تک نہیں جا رہی۔ اس لئے اگر میں کسی کے متعلق کوئی سخت بات کہہ دوں تو اس کی دل آزاری ہو ہی نہیں سکتی۔ لیکن میری باتیں ساری دنیا میں نشر ہو رہی تھیں۔ بعد میں مجھے جب اس بات کا پتہ چلا تو میں اتنا شرمندہ ہوا اور مجھے اتنی تکلیف ہوئی کہ میں ساری رات سو نہ سکا۔ دل کرتا تھا کہ ابھی ان سے جا کر معافی مانگوں۔ ان میں سے ایک صاحب ریفری تھے وہ بددیانت نہیں ہیں مگر دل کے نرم ہیں ان کے بارے میں میں نے بات کی۔ اسی طرح ایک نوجوان ہے جس کا نام بابر ہے میں اس کے باپ اور دادا کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ بہترین سائیکلسٹ ہے۔ وہ کبڈی میں غلطیاں کر رہا تھا۔ وہ بڑا ہونہار بچہ ہے۔ بہادر ہے۔ جسم بھی خوبصورت ہے۔ لیکن اس کے مقابلے پر بھی اچھے اور طاقتور لوگ تھے۔ اس کو میں نے اسی لاعلمی میں پاگل کہہ دیا تھا۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح کوئی گھر کے بچے کو پیار سے پاگل کہہ دے۔ لیکن جب یہ بات ساری دنیا میں پھیل گئی تو میں بہت ہی شرمندہ ہوا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا ایک اور بات ہے جس کو مخفی رکھنا ضروری نہیں ہے جرمنی کے صدر مجلس خدام الاحمدیہ بہت مخلص، فدائی اور بہت اچھے منتظم ہیں۔ منکسر المزاج اور دعا گو ہیں۔ مگر میری ایک واضح ہدایت کی خلاف ورزی ہوئی تو مجھے ناراضگی پیدا ہوئی اور اس کا میں نے ان سے ذکر کیا تو وہ منفعل بھی ہوئے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کبڈی میں جو لنگوٹ کسا جاتا ہے وہ عملاً ننگا ہونے کے مترادف ہے۔ جب ایسے کھیل کو عالمی سطح پر ٹیلی وائز کیا جائے تو جماعت کا وقار داؤ پر لگ جاتا ہے۔ ان کو تفصیل سے لکھا گیا کہ کبڈی میں لباس ایسا ہو کہ جو ناف سے لے کر گھٹنے تک کسا ہوا ہو۔ جس طرح برجس ہوتی ہے۔ لباس ننگا اور بے ہودہ نہ ہو۔ زین کا مضبوط لباس ہو کمر کے نیچے مضبوط پیٹی ہو کہ کسی کا ہاتھ پڑ جائے تو بھی ٹوٹ نہیں سکتا لیکن ایسا لباس اختیار نہیں کیا گیا۔ امیر صاحب جرمنی کے ساتھ ایسا واقعہ ہوا کہ ان کا ہاتھ پڑا تو انہیں فوراً خطرہ محسوس ہوا تو انہوں نے اسی وقت پوائنٹ چھوڑ دیا۔ حضور نے فرمایا ہمیں اپنی کھیلوں میں بھی اپنی اعلیٰ روایات کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ ثقافت نہیں جہالت ہوتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اگر کوئی غلطی کرنے کے بعد معافی مانگنے میں حیا محسوس کرے تو یہ تکبر ہے اور جو متکبر ہو اس کا معافی مانگنا بے معنی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ متکبر کی دعا قبول نہیں کرتا۔ اگر معافی دینا سیکھنا ہے تو معافی مانگنا اس کا لازمی حصہ ہے۔ خدا کا جو بندہ دنیا سے معافی مانگنا جانتا ہے تو خدا اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے۔ وہ بہت ہی بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے اس موضوع پر بعض احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمائیں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمایا جو گناہ گار بے حیائی کی وجہ سے گناہ کی تکرار کرتا ہے تو اللہ اسے معاف نہیں کرتا لیکن جو حقیقتاً تائب ہوتا ہے اور اپنی بندگی اور عجز کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسی طرح سب کی توبہ قبول فرمائے۔

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کیلئے انٹرویو ۲۱ اگست کو ہوگا

۱۔ مجلس مشاورت کا فیصلہ ہے کہ "ہر ضلع کی جماعت ۲۵۰ چندہ دہندگان پر کم از کم ایک میٹرک پاس طالب علم جامعہ احمدیہ میں برائے تعلیم بھجوائے"۔ مربیان و معلمین سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ براہ مہربانی آپ اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں اور اس سلسلہ میں خطبات اور دیگر ذرائع سے اور اپنے حلقہ کی جماعتوں کا دورہ کر کے جماعت کے ذہین۔ ہونہار۔ خدمت دین کا شوق رکھنے والے مخلص میٹرک/ ایف اے/ بی اے پاس نوجوانوں میں وقف زندگی اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی تحریک فرمائیں اور اپنے حلقہ سے زیادہ سے زیادہ طلباء کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کیلئے بھجوانے کی کوشش فرمائیں نیز کوشش فرمائیں کہ زیادہ سے زیادہ میٹرک فرسٹ ڈویژن امیدواران جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے آئیں۔

۲۔ انٹرویو سے پہلے (۱۲ اگست تک) امیدوار کی درخواست مقامی جماعت کے امیر صاحب/ صدر صاحب کی وساطت سے وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ میں آنی چاہیئے۔ درخواست آنے پر ہی امیدوار کو انٹرویو کے لئے تفصیلی چٹھی بذریعہ ڈاک بھجوائی جائے گی۔ لہٰذا امیدواران کو ہدایت فرمائیں کہ وہ فوری طور پر اپنی درخواست ارسال فرمائیں اور اپنے نتیجہ امتحان کی بھی جلد اطلاع دیں۔

۳۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے انٹرویو ۲۱ اگست ۱۹۹۳ء بروز ہفتہ بوقت ۷ بجے صبح سے شروع ہوگا امیدوار کی عمر سترہ سال یا اس سے کم ہو اور تعلیم کم از کم میٹرک سیکنڈ ڈویژن (۴۵ فیصد نمبر) ہونا

باقی ص ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوہدری ظہور احمد

کشمیر کی کہانی

مولانا درد کی مساعی

گلینسی کمیشن نے جس وقت کام شروع کیا۔ مولانا عبدالرحیم درد سری نگر میں ہی تھے۔ ان کا دستور یہ تھا کہ روزانہ شام کو مسلم نمائندوں سے سارے دن کی کارروائی کے حالات سنتے۔ اور اہم مشورے دیتے دوسرا اہم کام شہادتیں اور مواد مہیا کرنے کا تھا۔ جسے پوری ذمہ داری کے ساتھ شیخ بشیر احمد (ایڈووکیٹ) سرانجام دے رہے تھے۔

کمیشن کا ریکارڈ

ایک روز ایک نمائندہ کمیشن سے مولانا درد نے فرمایا کہ وہ کمیشن کے اسی طرح رکن ہیں جیسے مسٹر گلینسی۔ اگر مسٹر گلینسی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کارروائی کی تمام فائل اپنے ساتھ گھر لے جائیں۔ مسٹر مڈلٹن اور ریاست کے دوسرے حکام سے مشورہ کریں تو یہ حق آپ کو بھی حاصل ہے۔ اس لئے آپ آج مکمل فائل ہمارے پاس لائیں تاکہ ہم ملاحظہ کے بعد آپ کو مزید مشورے دے سکیں۔ ہفتہ کی شام کو وہ فائل لے آئے اور راقم الحروف سے بیان کیا کہ وہ یہ فائل مسٹر گلینسی کے علم کے بغیر اس کے اردلی سے اس شرط پر لے کر آئے ہیں کہ پیر کے روز دفتر کھلنے سے پہلے وہ اسے واپس کر دیں گے۔ راقم الحروف نے اسی وقت اسے ٹائپ کرنا شروع کر دیا۔ ساری رات کام کرتا رہا۔ دوسرا دن (جو اتفاقاً اتوار کا دن تھا) کام کیا۔ اگلی رات نصف شب کے قریب میں ساری فائل کی چار نقلیں ٹائپ کر چکا تھا۔ جو بعد میں بہت مفید ثابت ہوئیں۔ کیونکہ مسل میں جو نقائص رہ گئے تھے۔ اس ریکارڈ سے ہمیں اس کا علم ہو گیا۔ اور مسلم نمائندگان کو ضروری مواد مہیا کر کے ان کے ہاتھ مضبوط کر دیئے گئے۔ اس ۴۸ گھنٹے کے عرصہ میں آرام اور (عبادت) کا وقت غالباً چار گھنٹے سے زیادہ نہ ہوتا ہو گا۔ نیند سے بچنے کے لئے کھانے سے پرہیز کیا۔ اور صرف قہوہ استعمال کیا۔ اب میں خود حیران ہوتا ہوں کہ ان دنوں اتنا کام کرنے پر بھی خاص کوفت کیوں محسوس نہ ہوتی تھی۔

گلینسی کمیشن وسط جنوری ۳۲ء تک سری نگر میں رہا۔ اس کے بعد جموں آ گیا۔ جہاں ۲۲ مارچ ۳۲ء کو کمیشن نے مہاراجہ کے سامنے اپنی رپورٹ پیش کر دی۔ تینوں غیر سرکاری ارکان نے رپورٹ کے ساتھ اپنے اختلافی نوٹ شائع کئے۔ ایک پریم ناتھ بزاز کی طرف سے تھا۔ دوسرا خواجہ غلام احمد عشائی اور چوہدری غلام عباس کی طرف سے مشترکہ تھا اور تیسرا صرف چوہدری غلام عباس کی طرف سے جو انہیں ایک ہمدردِ کشمیر نے تیار کر کے دیا تھا۔

مہاراجہ کے احکام

اس رپورٹ پر مہاراجہ نے ۱۰ اپریل ۳۲ء کو احکام جاری کئے۔ اس وقت مسٹر ای۔ جے۔ ڈی کالون وزیر اعظم مقرر ہو چکے تھے مہاراجہ نے کمیشن کی سفارشات کو منظور کرتے ہوئے ان پر حتی الامکان جلد سے جلد عمل کرنے کی تدابیر اختیار کرنے کی ہدایت کر دی۔ اس طرح آئینی جدوجہد کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی مخلصانہ مساعی کے نتیجہ میں اہالیانِ ریاست کو جو جو حقوق ملے ان کا مختصر ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہو گا۔ کیونکہ یہ نعمت بڑی جدوجہد اور قربانیوں کے بعد حاصل ہوئی تھی۔

مذہبی آزادی

مذہبی مشکلات کو دور کرنے کے لئے جو احکام صادر کئے گئے، ان میں اذان سے روکنے کو اور اسی طرح مذہب تبدیل کرنے یا تبدیلیٔ مذہب کا ارادہ ظاہر کرنے پر لوگوں کو خوفزدہ کرنے کو جرم قرار دیا گیا تھا اور ایسے مجرموں کے لئے سخت سزائیں دینے اور ان کی گوشمالی کرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ توہینِ مذہب کرنے والوں کے متعلق یہ حکم دیا گیا کہ ہائیکورٹ اپنی ماتحت عدالتوں کو یہ ہدایات جاری کرے کہ ان تمام مقدمات میں سے جن میں توہینِ مذہب کے ارتکاب کا ثبوت مہیا ہو جائے۔

مجرمین کو ایسی سزائیں دی جائیں جن سے مجرمین کو یقین ہو جائے کہ انہوں نے کس قدر سنگین جرم کا ارتکاب کیا ہے۔

مقدس مقامات

مقدس عمارات کی واپسی کے متعلق کچھ احکام پہلے مہاراجہ کی طرف سے جاری ہو چکے تھے۔ بقیہ کے متعلق کمیشن نے جو سفارشات کی تھیں۔ ان کے متعلق مہاراجہ نے حکم دیا کہ ان کی پوری پوری تعمیل کی جائے۔ زیارت مدنی صاحب۔ میدان عیدگاہ (سری نگر) خانقاہ شاہ دَرّہ (جموّں) خانقاہ صوفی شاہ (جموّں) وغیرہ کا انتظام مسلمانوں کے سپرد کئے جانے کے احکام جاری کئے گئے۔ مسجد شاہ ہمدان اور مندر مہا کالی کے متعلق بھی احکام دیئے اور یہ بھی قرار دیا کہ جن جائیدادوں کی حق داروں کو واپسی ہو گی۔ اس کے لئے کوئی معاوضہ نہیں لیا جائے گا۔ یہ بھی ہدایت دی گئی کہ مسجدیں۔ دہرمے اور گورجا وغیرہ بنانے کے لئے درخواست آئے تو اس پر بہت ہمدردی سے غور کیا جائے۔

تعلیم کی ترقی

تعلیم کے متعلق کمیشن کی سفارشات کو منظور کرتے ہوئے مہاراجہ نے ابتدائی تعلیم کی توسیع اور عربی کے معلموں کی تعداد بڑھانے اور صنعتی تعلیم کے اجراء کے متعلق احکام دیئے۔ اور مڈل اور ہائی سکولوں میں اضافہ کرنے کی ہدایت کی۔ اسی طرح یہ بھی حکم دیا۔ کہ کالجوں میں سائنس کی جماعتوں میں داخلہ کے وقت جانبداری سے کام نہ لیا جائے اور تمام اقوام کے جائز تحفظ کا انتظام کیا جائے۔ نیز حکم دیا کہ جس قدر جلد ممکن ہو۔ مسلمان اساتذہ اور انسپکٹران اور ایک خاص مسلم انسپکٹر مقرر کیا جائے جو صوبائی انسپکٹروں سے علیحدہ اپنے فرائض سرانجام دے اور مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کے لئے جدوجہد کرے۔

ملازمتیں

ملازمین کے متعلق مہاراجہ نے کمیشن کی سفارش کے مطابق معیارِ تعلیم کم کرنے اور ہر نئی آسامی کے خالی ہونے پر بذریعہ اعلان درخواستیں طلب کر کے اسے پُر کرنے اور مختلف اقوام کی آبادی کے تناسب کو ملحوظ رکھنے کا حکم دیا اور یہ بھی حکم دیا کہ کمیشن کی سفارش کے مطابق ہر سال ایک نقشہ شائع ہوا کرے جس میں یہ بتایا جایا کرے کہ مختلف ادارہ جات میں مختلف اقوام کے ملازمین کی تعداد کیا ہے۔

مالیہ اراضی

مالیہ اراضی کے متعلق یہ احکام جاری کئے۔ کہ مالکانہ کی وصولی بند کر دی جائے نذرانہ کی رقم کے متعلق فوراً غور ہو کہ اس میں کیا تبدیلی ضروری ہے۔ اس طرح جو زمینیں ریاست کی ملکیت میں ہیں۔ لیکن قبضہ کے حقوق عوام کو حاصل ہیں۔ ان سب کے مالکانہ حقوق قابض لوگوں کو دے دیئے جائیں۔ کاہچرائی کا ٹیکس سات تحصیلوں یعنی جموں۔ سانبہ۔ اکھنور۔ کٹھوعہ۔ جمیر گڑھ۔ میرپور اور بھمبر میں منسوخ کر دیا اور دیگر علاقوں کے متعلق وزیر مال سے رپورٹ طلب کی گئی۔ اسی طرح دھاروں کا ٹیکس بھی معاف کر دیا گیا۔ قصاب جو جانور حدود میونسپل کمیٹی میں ذبح کرنے کے لئے لاتے تھے ان سے کاہچرائی کا محصول لیا جاتا تھا اسے بھی بند کر دیا۔ اخروٹ وغیرہ کے درختوں کو کاٹنے کے متعلق جو پابندیاں تھیں ان کو دور کیا گیا۔ کوآپریٹو قرضہ جات کے نظام کو وسعت اور ترقی دینے کے متعلق احکام جاری ہوئے۔ ریاستی پریس ایکٹ جو بہت سخت اور ناقابل برداشت تھا اسے جلد تبدیل کرنے اور برطانوی ہند کے قانون مطابع کے مطابق کر دینے کا بھی مہاراجہ نے حکم دیا۔

ان احکام کے علاوہ (جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے) مہاراجہ نے کئی دیگر امور کے متعلق بھی احکام دیئے۔ مثلاً رشوت ستانی۔ کارسرکار۔ جنگلات اور رکھیں کسٹم۔ مذہبی فریضہ کی بجاآوری جانوروں کے ذبح کرنے پر ٹیکس کی معافی وغیرہ وغیرہ ان سب امور کے متعلق احکام جاری کئے۔

آپ کا خط ملا

مکرم سید احسن اسمٰعیل صدیقی صاحب گوجرہ سے لکھتے ہیں:

"آپ کا خط ملا" والا کالم بھی ملکی و غیر ملکی خبروں کی طرح بے حد مقبول ہو رہا ہے۔ احباب ایک "چھوٹی سی بات" کے تحت یا "آپ کا خط ملا" کے تحت بہت خوبصورتی سے اپنے تجربات اور مشوروں سے اپنے دیگر احباب کو نوازتے ہیں۔ باہم دلچسپی سے پورا معاشرہ ایک پاکیزہ ماحول کو جنم دے رہا ہے۔ اور ایک دینی اخبار کا یہی مقصود ہے کہ قوم کی ہر طرح سے اصلاح اور تربیت کی جائے۔

بعض حضرات اس میں خواتین کے لئے پکوانوں کی تراکیب شائع کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ جو ہمارے اس مؤقر روزنامہ کی پالیسی کے خلاف ہے۔ اس طرح تو کل کلاں کو لوگ اس میں سلائی کڑھائی وغیرہ کے مضامین کی اشاعت کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ جو ایک خالص دینی اور تربیتی اخبار کے لئے موزوں نہیں۔ ایسے مضامین کے لئے جماعت میں دوسرے کئی رسائل شائع ہو رہے ہیں۔ ان کی طرف رجوع فرمائیے۔ مثلاً مصباح، تشحیذ الاذہان اور خالد وغیرہ۔

مدیر محترم! یہ تو ہو گئی "آپ کا خط ملا" کے کالم کی نسبت میری ذاتی رائے۔ اب اس عریضہ کے ساتھ ایک نظم ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ ان مرسلہ اشعار کی (شانِ نزول یہ) ہے کہ پچھلے دنوں ہمارے آقا امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک خطبہ میں ڈش انٹینا کے حوالے سے جسوال برادران کا جس محبت سے ذکر فرمایا وہ بے حد قابل رشک ہے۔

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا
اخبارات کے شکریہ کے ساتھ

فرنٹیئر پوسٹ
۸۔جولائی ۱۹۹۳ء

Money makes the `horse' go

It is a truth unquestionably acknowledged by our politicians and intelligentsia that `horse- trading' is in full swing in Pakistan these days. Naturally every group or party leader is, in these circumstances, constantly haunted by fear lest the rival group should tempt his members to change loyalty. For he is in dire want of at least as many members as would enable him to assert that his group is in majority. Thus even the uneducated masses of this country have been driven to understand the meaning of `horse-trading' much better than any other term of politics.

When, where and with whom the term `horse trading' originated is, no doubt, a question of basic importance. But let us forget about it as we do not claim any credit for that --it must be given where it is due. But in giving the term a practical meaning, our assembly members are well on the way to setting a world record which no other country would be able to break -- if anyone finds it enviable.

Our masses send their members to the assemblies thinking, during every election, of some fruitful change. The change does occur but, unfortunately, for the worse as the members so elected run after personal gains at the cost of public interest. But in the past the assembly members busy in the game were not so clearly exposed to the man in street as they are today.

Now these public representatives openly blame each other of horse-trading. Naturally that which is heard from the horse's mouth can not be denied. So the highly respectable and dignified representatives of the people have been euphemised as `horses'.

When this term was used for members of the assemblies some years ago, I thought that it would offend the sense of morality of our politicians. I them to disown it rather protest against it but they did not.

They, however, protested and went to the court when the president dissolved the National Assembly. They did well. They had been deprived of their seats and it was their right to seek justice through the court. Similar cases are under trial in Lahore and Peshawar High Courts also. But why do they accept being called horses?

To the members of our assemblies it probably does not sound offensive. We, however, do not want `horse-trading' to establish its roots in our national politics. Such feelings were rightly expressed by the chief justice of Peshawar High Court some days ago when he remarked that the members of assemblies should not be called horses as they are public representatives.

The conditions are really disappointing but those who may be called intelligentsia and who have no blind attachment with any political camp, are supposed to say what they feel just and forthright. Their ideas will not be effective for our working politicians but many others would share them.

Similar was the case with Thomas Carlyle who, no doubt, could not stop the growing tendency of materialism of Victorian age yet there were millions who, according to his most authentic biographer, Froude, "read Carlyle not for amusement but for moral guidance".

While criticising the Victorian society, Carlyle writes in *Past and Present*, "Our life is not a mutual helpfulness; but rather, cloaked under due laws-of-war, named `fair competition', and so forth, it is a mutual hostility. We have profoundly forgotten everywhere that cash payment is not the sole relation of human beings; we think, nothing doubting, that it absolves and liquidates all engagements of man."

So I request the members of assemblies of this poverty-stricken country to go into really fair competition and use fair means for this purpose. They have every right to change loyalty or reposition themselves in different political situations; but it must be backed by some sound principle which they may be proud of. If they rank `cash payment' higher than moral considerations then they are painting an ugly profile of themselves which may be called by different names. `Horse' will, indeed, be one of them.

FAZLI ILAHI,
Bahawalpur.

THE FRONTIER POST *Thursday July 8, 1993*

فرنٹیئر پوسٹ کے ۸ جولائی ۱۹۹۳ء کے شمارے میں فضل الٰہی (بہاولپور) خطوط کے کالم میں کہتے ہیں:۔

ہمارے سیاستدان اس حقیقت کو پوری طرح تسلیم کرتے ہیں اور ہمارے دانشور بھی کہتے ہیں کہ پاکستان میں ہارس ٹریڈنگ پورے زوروں پر ہے۔ قدرتی طور پر ہر گروپ یا ہر پارٹی کا لیڈر موجودہ حالات میں مستقل طور پر اس بات سے پریشان رہتا ہے کہ اس کا مخالف گروپ اس کے اراکین کو وفاداریاں بدلنے پر نہ اکسائے کیونکہ اسے کم از کم اتنے اراکین کی ضرورت ہے جن کی وجہ سے وہ کہہ سکے کہ اس کا گروپ اکثریت میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے غیر تعلیم یافتہ عوام الناس بھی ہارس ٹریڈنگ کی اصطلاح کو بخوبی سمجھنے لگے ہیں۔ اور سیاست کی کسی اور اصطلاح سے اسے زیادہ سمجھتے ہیں۔ یہ ہارس ٹریڈنگ کی اصطلاح کب کہاں اور کس کی وجہ سے شروع ہوئی۔ ایک ایسا سوال ہے جس کی بنیادی اہمیت مسلّم ہے۔ لیکن آئیے ہم اس بات کو بھلا دیں کیونکہ ہم یہ دعویٰ نہیں کرنا چاہتے کہ ہمیں اس کا علم ہے جہاں کہیں سے بھی یہ اصطلاح شروع ہوئی ہو اسے وہیں رہنے دیں۔ لیکن اس اصطلاح کو عملی معنیٰ دینے کے لئے ہماری اسمبلی کے اراکین اس سلسلے میں دنیا بھر میں اپنا ریکارڈ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جو کسی دوسرے ملک کی اسمبلی سے توڑا نہ جا سکے۔ اگر واقعی اسے قابل فخر سمجھا جاتا ہے۔

ہمارے عوام الناس اپنے نمائندوں کو اسمبلیوں میں یہ سوچ کر بھیجتے ہیں کہ کوئی مفید تبدیلی واقع ہوگی۔ تبدیلی تو واقعی واقع ہو جاتی ہے لیکن بدقسمتی سے وہ تبدیلی بہتری کے لئے نہیں ہوتی کیونکہ جو نمائندے منتخب ہوتے ہیں وہ اپنے ذاتی مفادات کے پیچھے بھاگتے ہیں اور پبلک کے مفادات کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ گذشتہ ایام میں اسمبلی کے اراکین اس کھیل میں مصروف تھے لیکن وہ اتنے ابھاگر ہو کر سامنے نہیں آئے تھے جتنے کہ اب۔

یہ عوام الناس کے نمائندے ایک دوسرے کو کھلم کھلا ہارس ٹریڈنگ کا الزام دیتے ہیں اور جو کچھ گھوڑے کے منہ سے سنا جاتا ہے اس کی تردید نہیں کی جا سکتی۔ (یعنی جو شخص متعلق ہوتا ہے اس سے سنی گئی بات) اس لئے خاصے معزز اور محترم نمائندے استعارۃً "گھوڑے" کہلانے لگے ہیں۔ جب یہ اصطلاح آج سے چند سال پہلے اسمبلی کے اراکین کے لئے استعمال کی جاتی تھی تو میرا خیال یہ تھا کہ یہ ان کے اخلاقیات کے احساسات پر ضرب لگائے گی۔ اور وہ اسے پسند نہیں کریں گے۔ اور میں یہ بھی سمجھتا تھا کہ وہ اس پر اس طرح اعتراض کریں گے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ البتہ انہوں نے احتجاج کیا تو اس بات پر کہ صدر مملکت نے قومی اسمبلی کو توڑ دیا۔ اور وہ اس سلسلے میں عدالت میں بھی گئے۔ انہوں نے بہت اچھا کیا۔ کیونکہ وہ اپنی نشستوں سے محروم ہو گئے تھے۔ اور یہ ان کا حق تھا کہ وہ عدالت سے انصاف مانگیں۔ ایسے ہی معاملات لاہور اور پشاور کی ہائیکورٹوں میں بھی زیر سماعت ہیں۔

لیکن وہ اپنے آپ کو گھوڑے کہلانا کیوں تسلیم کر لیتے ہیں ایسا لگتا ہے کہ ہماری اسمبلیوں کے اراکین کو یہ بات بری نہیں لگتی البتہ ہم نہیں چاہتے کہ ہارس ٹریڈنگ کی اصطلاح کی جڑیں ہماری قومی سیاست میں مضبوط ہوں۔ یہی وہ بات ہے جو صحیح طور پر ہمارے چیف جسٹس صاحب پشاور ہائی کورٹ نے چند دن پہلے کہی تھی جب آپ نے فرمایا کہ اسمبلیوں کے اراکین کو گھوڑے نہ کہا جائے کیونکہ وہ عوام الناس کے نمائندہ ہیں۔

حالات واقعی مایوس کن ہیں۔ لیکن وہ لوگ جنہیں دانشور کہا جا سکتا ہے اور جو اندھا دھند کسی کیمپ کے ساتھ وابستہ نہیں ہیں انہیں یہ بات کہنی چاہیئے کہ وہ اس سلسلے میں کیا سمجھتے ہیں۔ ان کے خیالات ہمارے عملی سیاست دانوں کے لئے تو مؤثر نہیں ہوں گے لیکن بہت سے دوسرے لوگ ان کے ساتھ اتفاق کریں گے۔

تھامس کارلائل کے ساتھ بھی یہی بات ہوئی تھی جو وکٹوریہ کے زمانے میں مادہ پرستی کو روک تو نہیں سکتا تھا لیکن اس کے باوجود لاکھوں افراد ایسے تھے اور یہ بات اس کے سوانح نگار فراوڈ کے واسطے سے لکھی جا رہی ہے جو کارلائل کو مزے کے لئے نہیں بلکہ اخلاقی رہنمائی کے لئے پڑھتے تھے۔

وکٹوریہ کے زمانے کی سماج پر تنقید کرتے ہوئے کارلائل اپنی کتاب پاسٹ اینڈ پریذنٹ میں کہتا ہے "ہماری زندگی ایسی نہیں ہے کہ ہم ایک دوسرے کی مدد پر آمادہ ہوں بلکہ یہ جنگی قوانین کے لبادے میں ڈھکی ہوئی ہے جس کا نام صحیح مقابلہ (FAIR COMPETITION) رکھا جاتا ہے یا اور ایسے الفاظ اسے دیئے جاتے ہیں۔ یہ دراصل آپس کی دشمنی ہے۔

ہم نے اس بات کو بالکل بھلا دیا ہے کہ صرف رقم کی ادائیگی ہی ایک ایسی چیز نہیں ہے جو انسانی رشتوں کو قائم رکھتی ہے۔ ہمیں اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس سے تمام تعلقات منقطع ہو جاتے ہیں۔

میں اسمبلی کے ممبروں سے اس بات کی درخواست کرتا ہوں کہ ہمارا یہ ملک جو غربت زدہ ہے۔ یہاں صحیح مقابلے کی روح پیدا ہونی چاہیئے اور صحیح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ذرائع استعمال کرنے چاہئیں ۔ یہ ان کا حق ہے کہ وہ وفاداریاں بدلیں۔ اور اپنے آپ کو مخصوص سیاسی حالات میں ایک گروپ سے دوسرے گروپ میں چلے جائیں۔ لیکن یہ سب کچھ کرنے کے لئے کچھ اصول ہونے چاہئیں اور وہ ایسے اصول ہوں جن پر وہ فخر کر سکیں۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ روپے کی ادائیگی اخلاقی اقدار سے بالاتر اور بہتر ہے تو وہ اپنی ایک بہت ناپسندیدہ تصویر بنا رہے ہیں۔ جیسے متضاد نام دیئے جاسکتے ہیں۔ اور ان ناموں میں سے یقیناً ایک نام گھوڑا بھی ہے۔

ڈان

۸ - جولائی ۱۹۹۳ء

Education: new concept

THE entire system of teacher-education has been modernised all over the world under a new curriculum with greater emphasis on vocational training, development of communication skills and conversion of class-rooms into workshops. This form of elementary education with work-oriented training provides an integrated all-round instruction which can equip boys and girls in rural areas and towns for self-employment in occupations learnt in schools. Broadening the base of primary education and including manual training for any craft or occupation in the curriculum, besides extending the duration of the instructional programme to seven years has now become the essential features of primary education all over the world.

Making primary education skill-oriented and relating school activities to the economic life of the community enables the children to look upon all kinds of manual work as honourable. What is urgently required is allocation of adequate funds for opening the new type of basic primary schools with skill-orientation. This education will be comprehensive and terminal for an over-whelming majority of children between the ages of 6 and 13. The method of correlation of all the subjects around the central craft or vocation will require new type of teachers who are trained in the art and science of basic education.

Modern developments in technical education and the rapid growth of new technologies have completely changed the complexion of secondary schools. They are now known as multipurpose secondary schools. Their instructional programme is a combination of academic studies along with the skill-development activities. A multi-purpose secondary school has two operational stages. In the first stage covering two years, pupils discover their own interests and talents by moving through four or five streams of vocational training. This is called the exploratory stage. The second stage is called the stage of specialisation during which every pupil gets intensive training in the vocational field of his choice for a period of three years.

The old system having five years of primary, five years of secondary and two years of Intermediate is gradually being transformed into seven years of basic primary and five years of multi-purpose secondary education.

The teachers of multi-purpose schools will have separate establishment for their training. They have to learn the art of preparing lesson notes for the teaching of technical and vocational subjects. They will learn the principles of job-specifications and job-analysis and will make experimental studies for finding out the relationship between skill processes and operations.

PROF AMANAT ALI
Karachi

DAWN THURSDAY, JULY 8, 1993

ڈان کے ۸ جولائی ۱۹۹۳ء کے شمارے میں پروفیسر امانت علی (کراچی) خطوط کے کالم میں کہتے ہیں:۔

ایک نئے سلیبس کے ساتھ دنیا بھر میں تعلیمی نظام کو جدید بنا دیا گیا ہے۔ اس نظام میں پیشہ ورانہ تربیت پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ اور ابلاغ کے فنون پر بھی اور کلاس روم کو ورکشاپ بنا دیا گیا ہے۔ اس قسم کی پرائمری تعلیم جس میں کام کو اہمیت دی گئی ہے طلباء کو ہر قسم کی تعلیم کا سامان بہم پہنچاتی ہے جو لڑکوں اور لڑکیوں کو دیہات کے علاقوں میں اور شہروں میں بھی خود کاری کے لئے تیار کرتی ہے۔ خود کاری ایسے پیشوں کے لئے جو انہوں نے سکول میں سیکھے ہوتے ہیں۔ پرائمری تعلیم کی بنیاد کو وسیع کرتے ہوئے اور ہاتھ سے کام کرنے کی تربیت کو اس میں شامل کرتے ہوئے آج کی تعلیم کسی صنعت یا پیشے کے سلسلے میں۔ اور اس کے علاوہ تعلیم کا عرصہ بڑھاتے ہوئے یعنی اسے سات سال کرتے ہوئے ان امور کو پرائمری تعلیم کا دنیا بھر میں ایک اہم پہلو قرار دے دیا گیا ہے۔

پرائمری تعلیم میں فنی مہارت کا سکھانا اور سکول کی کارکردگی کو اقتصادی زندگی کے ساتھ وابستہ کرنا بچوں کو اس قابل بنا دیتا ہے کہ وہ ہر کام کو جو ہاتھ سے کیا جائے باعزت سمجھیں۔

فوری طور پر ضرورت اس بات کی ہے کہ نئی نئی ٹائپ کے پرائمری سکول کھولنے کے لئے مناسب فنڈز مہیا کئے جائیں۔ یہ نئے سکول فنون میں مہارت پیدا کریں گے۔ یہ تعلیم ہر پہلو سے مکمل ہوگی۔ اور بچوں کی اکثریت جن کی عمر ۶ سے ۱۳ سال تک ہوگی انہیں مہیا کی جائے گی۔ تمام مضامین کا آپس میں رابطہ پیدا کرنے کے لئے ایک مرکزی صنعت یا پیشہ ہوگا جس کے لئے نئے اساتذہ کی ضرورت پڑے گی۔ ایسے اساتذہ جو آرٹ اور سائنس کی بنیادی تعلیم حاصل کئے ہوئے ہوں جہاں تک ٹیکنیکی تعلیم کے موجودہ زمانہ میں فروغ کا تعلق ہے اور اسی طرح نئی نئی ٹیکنیک کے سامنے آنے کا۔ انہوں نے ثانوی تعلیم کا رنگ بھی بالکل بدل کر رکھ دیا ہے۔ اب یہ ادارے کثیر المقاصد ثانوی سکول کہلاتے ہیں۔ ان میں تعلیم کا پروگرام تعلیمی بھی ہوتا ہے۔ علمی بھی ہوتا ہے اور فنون کے ساتھ بھی تعلق رکھتا ہے۔ ایک کثیر المقاصد ادارہ (ثانوی سکول) جو دو سطحوں پر کام ہوتا ہے۔ پہلی سطح دو سال کی جہاں پر طالب علم اپنی اپنی دلچسپیاں اور اپنی اہلیت معلوم کرتے ہیں اور چار سے پانچ سال پیشہ ورانہ تربیت حاصل کرتے ہیں۔ یہ سطح تحقیقاتی کہلاتی ہے۔ دوسری سطح وہ ہے جس میں تخصص کیا جاتا ہے اور جہاں ہر طالب علم گہرائی میں جا کر کسی پیشے میں تربیت حاصل کرتا ہے اور وہ پیشہ اس کا اپنا ذاتی انتخاب ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے اسے تین سال درکار ہوتے ہیں۔ پرانے طریقہ تعلیم میں پرائمری کے لئے پانچ سال درکار تھے ثانوی کے لئے پانچ سال اور انٹرمیڈیٹ کیلئے دو سالی۔ اسے درجہ بدرجہ اب اس طرح تبدیل کیا جا رہا ہے کہ ابتدائی پرائمری کے لئے سات سال اور کثیر المقاصد ثانوی تعلیم کے لئے پانچ سال۔ کثیر المقاصد اداروں کے لئے جو اساتذہ مقرر کئے جائیں ان کی ایک الگ تنظیم ہونی چاہیئے۔ جہاں وہ تربیت حاصل کریں۔ انہیں اسباق کی تیاری سیکھنی ہوگی کہ اس کے نوٹس کس طرح بناتے ہیں۔ اور پھر تیکنیکی اور پیشہ ورانہ مضامین کس طرح پڑھاتے ہیں۔ وہ ایسے اصول سیکھیں گے کہ نوکریاں کس طرح حاصل کرتی ہیں۔ اور نوکریاں کا تجزیہ بھی کریں گے اور وہ تجرباتی مطالعے کرکے یہ معلوم کریں گے کہ فنی مہارت اور اس کے عملی جامہ پہنانے میں کس طرح رابطہ پیدا کیا جاسکتا ہے۔

منور احمد فضل ——— (ماخوذ)

روبوٹس

دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں کے صنعتی اداروں میں روبوٹس یا مشینی انسان انتہائی اہم خدمات انجام دے رہے ہیں۔ جو مشکل کام گوشت پوست کے انسان ہونے کے ناطے مزدور نہیں کر سکتے وہ روبوٹس باسانی کر لیتے ہیں۔ مثلاً ایسے کارخانوں میں جہاں گرمی ناقابل برداشت ہوتی ہے وہاں انسانی مزدوروں کی بجائے روبوٹس سے کام لیا جاتا ہے۔ جہاں زیادہ وولٹیج سے انسانوں کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ وہاں بھی روبوٹس کی خدمات ناگزیر ہوتی ہیں۔ خلائی تحقیق میں بھی روبوٹس کو اہم فرائض سونپے گئے ہیں۔ مریخ کی سطح پر انسان سے پہلے روبوٹس اتریں گے۔ اور انسان کے اترنے کے لئے موزوں جگہ کا انتخاب کریں گے۔ روبوٹس کی مدد کے بغیر مریخ کی سطح پر انسان کے اترنے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ روبوٹس اس حد تک انسان کی ہر طرح خدمات سرانجام دیتے ہیں کہ خود انسان اپنی ہی بنائی ہوئی مشین کا محتاج ہو کر رہ گیا ہے۔ اب یہ روبوٹس ایک نئے شعبے میں خدمات دیتے اور مصروف عمل نظر آتے ہیں۔ اور وہ ہے سرجری کا شعبہ۔ اس شعبے کے لئے جو روبوٹس بنائے گئے ہیں وہ راب ڈاک کہلاتے ہیں۔ ان مشینی ڈاکٹروں کے اعصاب فولاد کے ہوتے ہیں اور ان کی کارکردگی اور استعداد مطلوبہ ضرورت سے اس قدر زیادہ مطابقت رکھتی ہے کہ بڑے سے بڑے ماہر انسان کے بس میں بھی نہیں۔ راب ڈاک کا قد دو میٹر ہوتا ہے۔ گذشتہ نومبر میں اس مشینی ڈاکٹر نے کولہے کے ایک تجرباتی آپریشن میں حصہ لیا۔ یہ آپریشن کیلیفورنیا سیکرامینٹو کے سٹر جنرل ہاسپٹل میں کیا گیا تھا۔ اس مشینی سرجن کے ایک بازو کے سرے میں سوراخ کرنے والا آلہ تھا۔ اس سرجن کو مریض کی ران کی ہڈی میں ایسا سوراخ کرنے کی ہدایت کی گئی تھی جو انتہائی باریک اور جس کی مطلوبہ درستگی انتہائی اہم تھی۔ اس سوراخ کے ذریعے اور سیمنٹ کی مدد سے سرجنوں کو ناقص کولہے کی جگہ دوسرا کولہا لگانا تھا۔ مشینی ڈاکٹر نے ۱۵ سے ۲۵ سینٹی میٹر کا سوراخ کرنے میں صرف آدھا گھنٹہ لیا۔ اس کے بعد

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد محمود طاہر - ایم۔ اے ابلاغیات

بوسنیا ہرزی گووینا ۔ ماضی حال مستقبل

گذشتہ ایک سال سے بوسنیا ہرز گوینا کی صورت حال عالمی برادری کے لئے سوالیہ نشان بن کر رہ گئی ہے۔ انسانیت سوز مظالم اور وحشت و بربریت کی جو داستانیں بوسنیا میں رقم ہو رہی ہیں انہوں نے قدیم مظالم کو ماند کر دیا ہے۔ مغربی اقوام کی بوسنیا کے معاملہ میں سرد مہری اسلام دشمنی کی واضح علامت ہے۔ زبانی جمع خرچ کرنے کے منصوبے سرب درندوں کی مزید حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔

بوسنیا ہرزگوینا کی تازہ صورتحال اور مسئلہ کی حقیقت پیش کرنے سے قبل اس خطے کے جغرافیائی و سیاسی پس منظر کے بارہ میں بیان کرنا ازدیادِ علم کا موجب ہوگا۔

جغرافیائی حالت

بوسنیا ہرزگوینا کا کل رقبہ ۵۱۱۲۹ مربع کلومیٹر ہے۔ یہ علاقہ سابق یوگوسلاویہ کے مغربی حصے کو گھیرے ہوئے ہیں اور زیادہ تر کوہستانی علاقے پر مشتمل ہے جہاں جنگلات اور معدنی ذخائر بکثرت پائے جاتے ہیں۔ بوسنیا کے لفظ کا اطلاق ملک کے نسبتاً شمالی حصے پر ہوتا ہے ہرزگوینا جنوبی حصے کے اضلاع پر مشتمل ہے۔ بوسنیا کا لفظ دریائے بوسنا سے ماخوذ ہے جو ملک کے وسطی حصے میں بہتا ہے۔ سراجیوو دارالحکومت ہے یہاں کے لوگ سربو کروٹ زبان بولتے ہیں۔ ۱۹۶۱ء کی مردم شماری کے مطابق آبادی ۳۲ لاکھ تھی۔

اقوام

یہاں پر تین اقوام آباد ہیں۔

(۱) سرب۔ ان میں زیادہ تر عیسائی ہیں اور کچھ مسلمان ہیں۔

(۲) کروٹ (CROATS) زیادہ تر رومن کیتھولک عیسائی ہیں اور بقیہ مسلمان ہیں۔

(۳) تیسرے وہ لوگ ہیں جو اپنی قومیت واضح نہیں کرتے۔ اور زیادہ مسلمان ہیں۔

ترک مسلمانوں نے یہاں چار سو برس تک حکومت کی اس زمانہ میں اس علاقے کا ایک بڑا حصہ مشرف باسلام ہو گیا۔ سلطنت عثمانیہ کے سرحدی علاقہ پر ہونے کی وجہ سے اس علاقے پر مشرق و مغرب دونوں کے اثرات رہے ہیں ان کی زبان چونکہ سربو کروٹ رہی نتیجۃً مشرقی اثرات جڑ پکڑ چکے ہیں

بوسنیا اور سلطنتِ عثمانیہ

عثمانی ترکوں کے زمانہ میں ان کی حکومت بلقان کے علاقوں تک پھیل گئی۔ مسلمانوں نے اس علاقہ پر پہلا حملہ ۱۳۸۶ء میں کیا۔ ۱۳۸۹ء میں جنگِ قوصوہ (کسووہ) میں بوسنیا اور سربیا نے مل کر ترکوں کے خلاف حصہ لیا۔ اس جنگ میں ترک شہزادہ بایزید فتح پانے میں کامیاب ہو گیا اور والیٔ سربیہ کو گرفتار کر لیا اس شکست کے بعد بوسنیا کی حالت کمزور ہو گئی اور یہاں پر سرب بادشاہ کی حکومت غیر مؤثر ہو گئی۔ تورتکو ثانی سرب بادشاہ (۱۴۲۰ء تا ۱۴۴۳ء) نے اپنی تخت نشینی کے تھوڑے دن بعد ترک سیادت کو تسلیم کر لیا اور خراج دینے کا پابند کر لیا۔ ۱۴۶۳ء میں بادشاہ نے خراج دینے سے انکار کیا تو ترکوں نے چڑھائی کر کے علاقے پر کنٹرول حاصل کر لیا۔

اسلام کی تدریج سے یہاں اسلامی حکومت بنانے میں اور مستحکم ہونے میں بڑی مدد ملی اور جاگیریں مسلمانوں میں بٹی رہیں۔ آسٹریا اور ترکی کے درمیان جنگ ۱۷۸۸ء تا ۱۷۹۱ء میں سرحدی اضلاع کی مدافعت کی ذمہ داری بوسنیا کی افواج پر تھی۔

عثمانی حکومت کا زوال

اٹھارویں صدی کے اواخر میں سلطان سلیم ثالث نے فوجی اصلاحات شروع کیں جس کے نتیجہ میں بوسنیائی طبقہ امراء اور فوج کے مفاد کو دھچکا لگا۔ بوسنیا کے سربوں نے بغاوت شروع کر دی بغاوتیں فرو تو ہوتی رہیں لیکن بے چینی اور اصلاحات کے خلاف مزاحمت جاری رہی۔ ۱۸۳۱ء میں جب اصلاحات کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش ہوئی تو حسین قپودان کی قیادت میں بوسنیا کے مسلم امراء میں بغاوت پھوٹ پڑی وہ اپنا وزیر خود منتخب کرنے کا مطالبہ کرتے تھے۔ یہ بغاوت اگلے سال فرو کر دی گئی اور موروثی "عہدہ قپودان" ختم کر دیا گیا اس کی جگہ "مسلم لق" نے لے لی۔ اس شورش کو علی پاشا نے ختم کیا۔ تنازعات جاری رہے بالآخر عمر پاشا نے ۱۸۵۲ء میں اس کو فرو کیا اور وہ طبقہ امراء کا اثر زائل کرنے اور اصلاحات کے نفاذ میں کامیاب ہوا اور علی پاشا کو مروا ڈالا۔ زرعی بے سکونی اور غیر تسلی بخش حالات میں کسانوں میں بھی بغاوت پھوٹ پڑی۔ ۱۸۷۵ء کی بڑی بغاوت میں کاشتکار بھی شریک ہوئے اس کو سیاسی رنگ دے دیا گیا کیونکہ ترکوں کے خلاف سربیا اور مونٹے نیگرو اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ اس بغاوت میں دول یورپ نے مداخلت کی سان سٹیفنو (SANSTEFANO) کے معاہدہ میں یہ بات قرار پائی کہ ترکی بوسنیا ہرزگوینا کو حکومتِ خود اختیاری عطا کرے گا۔

مؤتمر برلن کی شرائط کے تحت بوسنیا ہرزگوینا کو آسٹریا اور ہنگری کی امانت میں دے دیا گیا۔ ہنگری کی افواج جن کو قبضہ جمانے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ بوسنیا کے ادنیٰ طبقات نے غیر متوقع طور پر ان کا مقابلہ کیا۔ ترکی کے چلے جانے کے بعد طبقہ امراء جنگ کے لئے رضامند نہ تھے مزاحمت کو بڑی سختی سے ختم کر دیا گیا۔ ہزاروں جانیں تلف ہو گئیں۔ ۱۸۷۸ء میں قبضہ مکمل ہو گیا اور یوں مسلم حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

مسلم ثقافت کو اثر

چار سو سال سے زائد مسلم گورنمنٹ نے اس علاقے پر اپنے ان مٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ سب سے زیادہ اثرات فن تعمیر اور شہری منصوبہ کے شعبہ میں پائے جاتے ہیں۔ عربی، فارسی اور ترکی زبان کے اصل الفاظ اور محاورات کا استعمال بوسنیا کی زبان میں ہوا۔ ایک زمانہ میں عربی رسم الخط بھی استعمال ہوا۔ اس زمانہ کی لکھی ہوئی کتب اب بھی موجود ہیں۔ دینی مدارس کا قیام ہوا جن کی موجودگی آج بھی دیکھی جا سکتی ہے۔

بوسنیا ۱۸۷۸ء کے بعد

یہاں پر آسٹریا اور ہنگری کا دو رنگے آئین کا نفاذ رہا ملک میں پولیس متعین کر دی گئی اور حاکم اعلیٰ ایک فوجی سپہ سالار ہوتا۔ ۱۹۰۷ء میں عدلیہ کو ملکی حکومت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ ۱۹۱۰ء میں ایک آئین اور مجلس بنائی گئی جسے سابور کہا جاتا تھا۔ اس کے ارکان نامزد کئے جاتے تھے۔ ۱۹۱۲ء میں سابور توڑ دی گئی اور گورنر کو مزید اختیارات دیئے گئے۔ ۱۳-۱۹۱۲ء میں جنگ بلقان ہوئی۔ اس جنگ میں ترکوں کو شکست ہوئی۔ البانیہ آزاد ہو گیا اور پہلی جنگِ عظیم کے دوران بلقان کا سارا علاقہ ترکوں کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ ۱۹۱۸ء میں سرب، کروٹ اور سلوانیہ نے حکومتوں کا اعلان کر دیا۔ ۱۹۲۹ء میں ایک آمرانہ حکومت کا قیام ہوا اور ان کو اکٹھا کر کے یوگوسلاویہ کا نام دے دیا گیا یہ اتحاد غیر فطری تھا اس سے اس علاقے کا جغرافیائی تشخص بھی مجروح ہوا۔

جنگِ عظیم دوم

۱۹۴۱ء میں جنگِ عظیم دوم میں جرمن نے یوگوسلاویہ پر حملہ کر دیا اور یہ اتحاد ٹوٹ گیا۔ جرمن نے عظیم کروشیہ کا شوشہ چھوڑا اور سربوں کی نسل کشی کا کام شروع کر دیا۔ یہود اور سربوں کو ختم کر کے رومن کیتھولک بنانے کا منصوبہ بنایا گیا۔ مسلمانوں کو کروٹس بنایا گیا لاکھوں سربوں کا قتل ہوا۔ مسلمانوں نے اس جنگ میں شرکت نہ کی اور یہودیوں کو پناہ گاہیں بھی میسر کیں۔ اسی دوران بقیہ یوگوسلاویہ نے جرمنی کی غلامی کا انکار کر دیا اور گوریلا جنگ جرمنوں کے خلاف شروع ہو گئی۔ امریکہ برطانیہ نے گوریلوں کی مدد کی روس نے بھی جرمنوں کو پیچھے دھکیلا اور پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے گوریلوں کے لئے یہ جنگ مفید ثابت ہوئی جرمنوں کو نقصان پہنچا۔ جنگِ عظیم دوم میں جرمنوں کو شکست ہو گئی۔

جنگِ عظیم دوم کے خاتمہ پر مارشل ٹیٹو کی قیادت میں ایک فیڈرل جمہوریہ بنی سربوں، کروٹس اور بوسنیائی مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔ بہرکیف مارشل ٹیٹو نے کمیونزم کے ذریعہ یوگوسلاویہ کے لوگوں کو ایک قوم بنانے کی کوشش کی۔ بوسنیا ہرزگوینا جمہوریہ کا آئین ۱۹۴۶ء میں بنا اور وفاق یوگوسلاویہ کے ساتھ ملحق رہی۔ مارشل ٹیٹو ایک عرصہ تک اس غیر فطری اتحاد کو سہارا دیتا رہا اس کا انتقال ۱۹۸۰ء میں ہوا۔

کمیونزم کی شکست و ریخت

۱۹۸۹ء کا سال دور حاضر کی عالمی سیاست میں نہایت اہم گردانا جائے گا۔ دیوار برلن کے گرائے جانے کے بعد کمیونزم کی شکست و ریخت کا آغاز ہو گیا۔ اور عالمی سرد جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔ ہر طرف آزادی کے نعرے لگنے لگے۔ ان نعروں کی صدا نے یوگوسلاویہ کو بھی ہلا کر رکھ دیا۔ صرف سربوں نے کمیونزم کی راہ پر چلنے کا فیصلہ کیا۔ جون ۱۹۹۱ء میں سلوانیہ اور کروشیا نے آزادی کا اعلان کر کے وفاق سے علیحدگی کا فیصلہ کیا۔ تو یوگوسلاوی فوج نے ان پر حملہ کر دیا۔ آسٹریا اور جرمنی نے بہتر تعلقات ہونے کی وجہ سے ان کی مدد کی مغرب نے ان کی آزادی کو تسلیم کر لیا اور سربیا پر اقتصادی پابندیاں لگا دیں۔

مارچ ۱۹۹۲ء میں بوسنیا ہرزگوینا نے بھی وفاق سے علیحدہ ہونے کا اور اپنی آزادی کا اعلان کر دیا۔ عظیم تر سربیا کے دعویدار اور یوگوسلاوی فوج کے جانشینی کے دعویدار سربیہ نے بوسنیائی سرب ملیشیا سے مل کر اپریل میں مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اپریل کے اواخر میں امریکہ اور یورپی برادری نے بوسنیا کو تسلیم کر لیا اور اقوام متحدہ میں رکنیت بھی مل گئی۔ بوسنیا میں آبادی کا تناسب کچھ یوں ہے۔ مسلمان ۴۳٪، سرب ۳۱٪، اور کروٹ ۱۷٪۔

اپریل ۱۹۹۲ء سے ظلم و جور اور وحشت و

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بربریت کی داستان شروع ہوئی جو آج تک جاری ہے۔ یوگوسلاویہ کے فوجی ٹھکانے زیادہ سربیہ میں تھے۔ مسلمانوں کو اسلحہ اور خوراک سے نہتا کیا گیا۔ سراجیوو کا محاصرہ کر لیا گیا تا امداد بند کر کے عالمی امداد کو روک دیا جائے۔ سربیہ کو روس کی پشت پناہی حاصل ہو گئی۔ اور سربوں کے ساتھ روسی، رومانی اور دوسرے رضاکار شانہ بشانہ لڑ رہے ہیں۔ کروشیا کی مدد جرمن کر رہا ہے۔ جو مسلم مقبوضات پر قابض ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تنہا ہیں تو صرف بوسنیائی مسلمان جن کی نسل ختم کرنے کے بھیانک منصوبے بنائے گئے ہیں۔ لاکھوں شہید ہو چکے ہیں لاکھوں بے گھر ہو کر دوسرے ممالک میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ لیکن اعلیٰ تہذیب اور امن و انصاف کی علمبردار مغربی اقوام بوسنیا کے بارہ میں سرد مہری کا مظاہرہ کر رہی ہیں اور عالمی ذرائع ابلاغ بھی سرب اور مسلم مقابلہ کا پروپیگنڈا کر کے اسلام دشمنی کا مظاہرہ کر رہے ہیں تا یورپی اقوام مسلمانوں کے لئے ہمدردی کے جذبات پیدا نہ کر سکیں۔

بوسنیا کا مسئلہ اقوام متحدہ میں چلا جاتا ہے۔ لارڈ وانس اوون کو ثالث بنایا گیا ہے۔ مغربی اقوام بوسنیا کے بارہ میں کیا امن منصوبے پیش کرتی ہیں اس کی ایک جھلک ملاحظہ کیجئے۔

لارڈ اوون امن منصوبہ یہ پیش کیا گیا کہ بوسنیا کو دس نیم خود مختار صوبوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اور اس کا کل رقبہ مسلمانوں، کروٹس اور سربوں میں زمین کی ملکیت کی بنیاد پر تقسیم ہوگا۔ سربوں کو تین صوبوں پر کنٹرول دیا جائے گا جو آپس میں منقطع ہیں۔ اس کے ساتھ سراجیوو کو کھلا شہر بنانے کی تجویز ہے۔

اس امن منصوبے کو بھی مسترد کر دیا گیا۔

مئی ۱۹۹۳ء میں سلامتی کونسل نے اپنے ایک اجلاس میں بوسنیا کے پانچ شہروں کو اپنے تحفظ میں لینے کا اعلان کیا۔ سربیہ سے صرف یہ اپیل کی گئی کہ امن منصوبے کو قبول کر لیں۔ اس طرز عمل کی وجہ سے اہل بوسنیا نے اس منصوبے کو مسترد کر دیا۔ اور اسلامی کانفرنس کی تنظیم نے بھی اس کو مسترد کر دیا کیونکہ اس منصوبے میں بوسنیا کو دفاع کا حق نہیں دیا گیا۔ اور ساتھ سربیا کی جارحیت کے خلاف ٹھوس اقدام سے بھی گریز کیا گیا۔

محفوظ علاقوں کے قیام پر بطروس غالی نے بھی تنقید کی ہے۔ اس منصوبے کا مطلب یہ ہے کہ اکثریت اپنے ہی علاقے میں مہاجرین بن کر رہ جائے اور سربوں کو ان کا انعام مل جائے کہ جن علاقوں پر انہوں نے قبضہ کیا ہوا ہے اور جو نسل کشی انہوں نے کر رکھی ہے وہ قانونی ہے۔ انہیں یہ لائسنس بھی مل جائے گا کہ جن علاقوں پر وہ قابض ہیں وہاں کے مسلمانوں کے ساتھ جیسا چاہیں سلوک کریں اور محفوظ علاقے کے مسلمانوں سے اسلحہ واپس لے لیا جائے گا اور ان کے ارد گرد سرب درندے توپ و تفنگ کے ساتھ مسلح ہوں گے۔ یہ کیسا امن منصوبہ ہے۔ جس میں دوہرا معیار بنایا گیا ہے۔ یہ اقوام متحدہ کی بے بسی کی واضح علامت ہے اور عالمی اقوام کی ناانصافی کی ایک زندہ مثال ہے

اہل بوسنیا کا کیا مستقبل ہے اس کے بارہ میں حتمی طور پر کہنا ابھی قبل از وقت ہوگا۔ لیکن جس قوم کے ساتھ جماعت احمدیہ کی دعائیں شامل ہو جائیں ان کا مستقبل ایک دن ضرور تابناک ہوگا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے ایک طرف اہل بوسنیا کی مالی امداد کی اپیل کی جس پر کروڑوں روپے جماعت احمدیہ نے پیش کر کے مالی قربانی کا عظیم نمونہ پیش کیا۔ دوسری طرف اہل بوسنیا کے مہاجرین کے ساتھ مؤاخات کا اعلان بھی کیا تا انہیں احساسِ محرومی سے بچایا جائے۔ ایک تحریک حضور نے یہ بھی فرمائی کہ پوری جماعت اہلِ بوسنیا کیلئے خصوصی دعائیں کرے کہ اللہ تعالیٰ انہیں عالمی ناانصافی سے اور سرب درندوں کی بربریت سے محفوظ رکھے اور امن و سکون کی آزادی کے ایام نصیب کرے۔ خدا کرے کہ اہل بوسنیا جلد امن کی حالت میں آجائیں اور اپنے وطن میں سکون کی زندگی گذار سکیں۔

بقیہ: صـ۳

خاکسار نے بھی انہی جذبات تشکر سے متاثر ہو کر یہ چند اشعار کہنے کی کوشش کی ہے۔ ممکن ہے احباب کو پسند آئیں۔

آج کا خط اپنے پیڈ پر نہیں لکھ سکا۔ معذرت خواہ ہوں۔ لیکن یہ تحریر اپنے ٹوٹے پھوٹے قلم سے خود ہی لکھ رہا ہوں۔ خدا کرے آپ پڑھ سکیں۔

بقیہ: صـ۵

سرجنوں نے اس جگہ نیا کولہا لگا دیا۔ راب ڈاک کے کمپیوٹر نے ہدایت کی کہ آپریشن کے چھوٹے سے چھوٹے پہلو کو بغور چیک کرنا چاہیئے تا کہ اگر کوئی غلطی ہو گئی ہو تو اسے بر وقت درست کر لیا جائے۔ امریکی حکومت کے فوڈ اینڈ ڈرگ ایڈمنسٹریشن یعنی غذا اور ادویات کے ادارے نے دس ایسے آپریشنوں کی منظوری دی تھی جن میں عملی تجربات سے یہ معلوم کرنا تھا کہ کولہے کی تبدیلی کے آپریشن میں راب ڈاک کی کارکردگی مؤثر تسلی بخش اور محفوظ بھی ہے یا نہیں۔ اس ہسپتال کے ایڈمنسٹریٹر لیری ماس نے راب ڈاک کی کارکردگی کو ہر طرح تسلی بخش پایا۔ ان کا کہنا ہے کہ روبوٹس یا مشینی انسان صنعتی شعبے میں تو اہم مرکزی کردار ادا کرتے ہی ہیں پھر کوئی وجہ نہیں کہ صحت کے شعبے میں ان سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ ضروری نہیں کہ ان سے صرف ہڈیوں کے آپریشن میں مدد لی جائے۔ ان سے یقیناً دوسری طرح کی سرجری میں بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

بقیہ: صـ۲

ضروری ہے۔ ایف اے اور بی اے کے لئے عمر کی حد ۱۸ سال اور ۲۰ سال مقرر ہے۔

۴۔ امیدواران روزانہ (کلام پاک) کی تلاوت اور سلسلہ احمدیہ کی کتب کا مطالعہ کرتے رہیں۔ (کلام پاک) صحیح طور پر پڑھنا سیکھیں۔ دینی معلومات اور معلومات عامہ کو بہتر بنائیں۔

امتحان کے نتیجہ وغیرہ کی اطلاع دیتے وقت وکالت دیوان کی سابقہ چٹھی کے نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

۵۔ مربیان و معلمین کرام اس سلسلہ میں اپنی مساعی اور نتیجہ سے بھی مطلع فرمائیں۔

وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ

خط و کتابت کرتے وقت چٹھی نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

قدیمی ـــــ شہرہ آفاق
سنہ ۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
دواخانہ حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ فون ۷۳۹۹۷
برانچیں
کراچی: ـــــ فون: ۴۱۳۲۵۱
لاہور: 1-D-3 گلشن راوی
ملتان: ۶۸۱۔E شاہ رکن عالم کالونی نزد پٹرول پمپ
منڈی بہاؤالدین: بالمقابل شاہ تاج شوگر ملز
رحیم یار خان: فون: ۴۷۹۹
ربوہ: اقصیٰ چوک کالج روڈ۔ فون: ۵۸۸

راولپنڈی اسلام آباد میں معیار اور کفایت کے لئے فریج، فریزر، کوکنگ رینج، گیزر، واشنگ مشین، ہیٹر، چولہے اور پنکھے۔
احمد برادرز
شہناز پلازا چاندنی چوک سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی
فون ۴۲۰۹۵۸

سنہری موقعہ
نہایت باموقعہ رقبہ ۴، ۵، ۸، ۱۰ مرلہ ایک کنال، دو کنال کے پلاٹس۔ سوئی گیس۔ پانی۔ بجلی اور پختہ سڑکوں کی سہولتوں کے ساتھ۔ خواہش مند جلد رابطہ کریں
عزیز احمد خان پراپرٹی مرکز
فون گھر ۴۱۴۳ ـــــ ۳۔ بلال مارکیٹ ربوہ

تریاقِ اٹھرا فی ڈبیا ۲۰/-
نور کاجل فی شیشی ۵/-
نور نظر اولاد نرینہ کیلئے فی کورس ۶۲۵/-
زد جامِ عشق ۳۰ گولی ۳۰۰/-
اکسیر معدہ ۸/- ۱۵/- ۳۰/-
قندِ شفا نزلہ زکام دور کرنے کیلئے ۱۰/-
حبّ سعال کھانسی اور خراش گلو کیلئے ۱۰/-
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ
گولبازار۔ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۲۷ جولائی۔ دھوپ نکلی ہوئی ہے۔

○ پنجاب کی آٹھ رکنی کابینہ نے گذشتہ روز حلف اٹھالیا۔ گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) اقبال احمد نے حلف لیا۔ حلف اٹھانے والے وزراء میں ہائی کورٹ کے دو ریٹائرڈ جج رستم ایس سدھوا اور محمد حسین سندھڑ بھی شامل ہیں۔ وزراء کے نام اور ان کے محکموں کی تفصیل یوں ہے۔

لیفٹیننٹ جنرل ریٹائرڈ راجہ سروپ (ریونیو بلدیات و دیہی ترقی) جسٹس ریٹائرڈ رستم ایس سدھوا (آبپاشی قانون و پارلیمانی امور) جسٹس ریٹائرڈ محمد حسین سندھڑ (مواصلات تعمیرات جنگلات ماہی پروری نوجوانوں کے امور) شیخ امتیاز علی (تعلیم سماجی بہبود زکوٰۃ اوقاف) ڈاکٹر ایس۔ اے گردیزی (صحت) چوہدری سلطان علی (خوراک زراعت لائیو سٹاک) بریگیڈئر محمد صادق (ہاؤسنگ فزیکل پلاننگ ٹرانسپورٹ صنعت معدنیات) خزانہ داخلہ، ایس اینڈ جی اے ڈی اور این ڈی پی کے محکمے وزیراعلیٰ کے پاس رہیں گے۔

○ نگران وزیراعلیٰ شیخ منظور الٰہی نے کہا ہے کہ قومی اور صوبائی اسمبلی کے انتخابات ایک ہی روز کرانے پر ساری جماعتیں متفق نہیں۔ اس لئے اس کے بارے میں کوئی بہتر حل نکالا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ بلدیاتی ادارے توڑنے کی تجویز زیر غور ہے اس کا ابھی دو تین ہفتے میں فیصلہ کریں گے۔ سیاست دانوں کے لئے کسی ضابطہ اخلاق بنانے کے بارے میں انہوں نے کہا کہ یہ کام خود سیاست دانوں کا ہے نگران حکومت کا نہیں۔

○ چیف آف آرمی سٹاف اور چیف الیکشن کمشنر کی ملاقات میں فوج کے سپروائزری کردار کی تفصیلات طے کر لی گئی ہیں۔ چیف آف آرمی سٹاف جنرل عبدالوحید نے کہا ہے کہ منصفانہ انتخابات کے لئے فوج اپنی ذمہ داریاں پوری کرے گی چیف الیکشن کمشنر نے فوج کے سربراہ کو بتایا کہ ملک میں چند ایک مقامات کے سوا امن وامان کی صورت حال حوصلہ افزا ہے۔

○ اسرائیلی فوج نے گن شپ ہیلی کاپٹروں اور جنگی کشتیوں سے جنوبی لبنان پر حملہ کیا جس سے ۱۵ افراد ہلاک ہوگئے اسرائیل نے یہ حملہ حزب اللہ کے حملہ کے جواب میں کیا ہے۔

○ پنجاب اسمبلی کے لاپتہ سیکرٹری چوہدری حبیب اللہ ہائیکورٹ میں پیش ہوگئے اور اپنا بیان دیتے ہوئے کہا کہ مجھے کسی نے اغوا نہیں کیا میں اپنی مرضی سے چھپا ہوا تھا۔

○ پی ڈی اے نے مبینہ طور پر پیشکش کی ہے کہ اگر جماعت اسلامی نواز شریف سے اتحاد نہ کرے تو اس کے دس قومی اسمبلی کے امیدواروں کے مقابلے پر اپنے امیدوار کھڑے نہیں کئے جائیں گے۔

○ سندھی رہنما جی ایم سید نے قوم پرست رہنماؤں کا اجلاس طلب کر لیا ہے تاکہ یہ فیصلہ کیا جائے کہ کس پارٹی کی حمایت کی جائے۔ خود جئے سندھ نے انتخابات میں حصہ نہ لینے کا فیصلہ کیا ہے۔

○ صوبہ سرحد میں جے یو آئی۔ جونیجو گروپ کے درمیان اتحاد ہوگیا ہے۔

○ سپاہ صحابہ کے مولانا اعظم طارق کو گرفتار کر لیا گیا لیکن بعد ازاں رہا کر دیا گیا۔

○ بوسنیا میں نئی جنگ بندی بھی سابقہ جنگ بندیوں کی طرح مذاق بن کر رہ گئی۔ شدید جنگ میں ۴۰ افراد ہلاک ہوگئے۔

○ محترمہ بے نظیر نے کہا ہے کہ الیکشن میں ہمارا مقابلہ نواز شریف سے نہیں بلکہ مذہبی جماعتوں سے ہوگا۔

○ قائمقام صدر جناب وسیم سجاد نے کہا ہے کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ جمہوری نظام پھر دستوری راستے پر چل پڑا ہے۔ انہوں نے کہا کہ انتخابات بنیادی طور پر عدلیہ کی نگرانی میں ہوں گے البتہ الیکشن کو صاف ستھرا اور شفاف بنانے کے لئے فوج الیکشن کمیشن کو ہر سہولت اور امداد بہم پہنچائے گی۔ ابتدائی نتائج کے موقع پر اعلان کی تجویز کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ انتخابی نظام میں جو تبدیلی الیکشن کمیشن ممکن اور مناسب سمجھتا ہے وہ ضرور کی جائے گی۔ لیکن بنیادی تبدیلی قوم کے اتفاق رائے سے ہونی چاہیئے۔ انہوں نے کہا عبوری دور میں جہاں تک ممکن ہو گا معیشت کی بنیادیں مستحکم کی جائیں گی خارجہ پالیسی میں کوئی بنیادی تبدیلی نہیں ہوگی۔

جرمن ہومیوپیتھک ادویات

مدر ٹنکچرز، پوٹنسیاں اور بائیو کیمک کی تمام ادویات خالی شیشیوں کے علاوہ اور ہر قسم کی ٹکیاں اور گولیاں بھی دستیاب ہیں۔
شوگر آف ملک اور پاکستانی ادویات بھی دستیاب ہیں۔
کیور ہومیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ
گول بازار۔ ربوہ پاکستان۔ فون آفس 771 کلینک 606

وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ ڈش انٹینا سائز 12 فٹ

WAZ-SATELLITE SYSTEM

معیاری گارنٹی شدہ ریسیور اعلیٰ کوالٹی۔ تصویر آواز بالکل صاف۔ ہر لحاظ سے ذمہ داری
رابطہ کے لئے:۔ میاں حفیظ احمد احمدیہ منزل وزیرآباد فون: (0437) 2644 3024 3068
کارخانہ حاجی پورہ۔ کوکا کولا ایجنسی
راولپنڈی:۔ میاں سعید احمد 051/429771

فخر الیکٹرونکس

۱۔لنک میکلوڈ روڈ جودھامل بلڈنگ لاہور

فریج۔ ایرکنڈیشنر۔ ڈیپ فریزر
واشنگ مشین۔ سٹیبلائزر

فون نمبر 354873 ـ 7239347
7223347

پتہ

سنہ ۱۹۱۱ سے مصروف خدمت

حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان

خواتین کے لیے انتظام کے ساتھ

خداوند کریم کی رحمت سے اسی (80) سال سے زیادہ عرصہ سے لاکھوں مایوس مریضوں کو صحت یاب کر کے ان کی دعائیں حاصل کر رہا ہے، آپ بھی اپنی دیرینہ خواہشات کی تکمیل کیلئے خود مل کر یا بذریعہ ڈاک علاج و مشورہ کر سکتے ہیں

اولاد سے محرومی ○ اولاد نرینہ کی خواہش ○ اولاد کا پیدا ہو کر فوت ہو جانا
اٹھرا ○ لیکوریا ○ ایام کی بے قاعدگی
بچوں کا سوکھا ○ گرمی ○ گیس ○ شوگر وغیرہ

مشہور دواخانہ رجسٹرڈ

برانچیں
محمود آباد 3 کراچی 44 نزد پوسٹ آفس PP. 548179
نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ ملتان PP. 510564
نارووال مریکے روڈ، چوک قلعہ کالروالا ضلع سیالکوٹ
نزد بٹر بکس اقصیٰ چوک ربوہ ضلع جھنگ 906
کوٹھی 2029 سٹریٹ 32 سیکٹر آئی 10/2 اسلام آباد
جوہر ٹاؤن سکیم فیز I بالمقابل مسجد چک مزنگ نیو کیمپس روڈ لاہور

ہیڈ آفس: پنڈی بائی پاس جی ٹی روڈ، گوجرانوالہ
سب آفس: چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
فون: 218534-219065